Fikr-o-Nasar (Islamabad) 13:3 (1975)

سرورِ کائناتؐ کا آخری حج

خ۔ سعید

مدینہ منورہ میں حضرت جابرؓ آخر صحابی تھے۔ آپؓ کی وفات کے بعد پھر مدینہ میں کوئی صحابی نہ رہا تھا۔ جب آپ کافی بوڑھے ہو گئے اور نوّے سال سے بھی زیادہ آپ کی عمر ہو گئی تھی، آنکھیں جاتی رہی تھیں، اس وقت کا واقعہ ہے کہ حضرت حسینؓ کے پوتے محمد بن علی یعنی امام باقرؒ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا! حضرت ہمیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کے حج وداع کا مفصل حال سنایئے۔

حضرت جابرؓ نے ہاتھ کے اشارے سے ۹ تک گنتی کر کے فرمایا۔ واقعہ یہ ہے کہ رسول اللہؐ مدینے آکر رہے تو ۹ سال تک آپؐ نے کوئی حج نہیں کیا، پھر ہجرت کے دسویں سال آپؐ نے عام اعلان کرایا کہ اس سال آپ حج کے لئے تشریف لے جائیں گے۔ یہ اطلاع پاتے ہی بہت بڑی تعداد میں لوگ مدینے آکر جمع ہونے لگے۔ ہر ایک کی آرزو تھی کہ وہ اس مبارک سفر میں آپؐ کے ہمراہ جائے اور آپؐ کی پیروی کرے اور وہی کچھ کرے جو آپؐ کو کرتے دیکھے۔

آخرکار مدینے[1] سے روانہ ہونے کا وقت آیا اور یہ پورا قافلہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کی قیادت میں مدینے سے روانہ ہو کر ذوالحلیفہ[2] کے مقام پر پہنچا اور اس دن قافلے نے اسی مقام پر قیام کیا۔

یہاں ایک خاص واقعہ پیش آیا کہ قافلے کی ایک خاتون اسماءؓ بنت عمیس (یعنی بیگم ابوبکر صدیق)

---

[1] مورخ القسطلانی کہتے ہیں کہ اس دوپہر جب رسول اللہؐ مدینہ سے سوئے مکّہ روانہ ہوئے تھے ۹۰ ہزار سے ایک لاکھ تیرہ ہزار تک اشراف آپؐ کے ہمسفر تھے۔

[2] مدینہ سے پانچ میل کے فاصلے پر ایک مقام جہاں سے اہلِ مدینہ احرام باندھتے ہیں۔

کے یہاں بچے کی ولادت ہوئی (جس کا نام محمد رکھا گیا) اسماء بنت عمیس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم کرایا کہ ایسی حالت میں مجھے کیا کرنا چاہیئے۔ آپؐ نے فرمایا اسی حالت میں احرام کے لئے غسل کر لو اور اس حالت میں جس طرح خواتین لنگوٹ باندھتی ہیں، تم بھی لنگوٹ باندھے رہو اور احرام باندھ لو۔ پھر نبی صلعم نے احرام کے لئے غسل فرمایا حضرت عائشہ صدیقہؓ نے اپنے ہاتھ سے حضورؐ کو عطر ملا۔ آپؐ نے احرام باندھا اور نماز پڑھی، پھر آپؐ اپنی قصواء اونٹنی پر سوار ہوئے۔ اونٹنی آپؐ کو لے کر قریب کے بلند میدان بیداء پر پہنچی، بیداء کی بلندی سے جب مَیں نے چاروں طرف نگاہ دوڑائی تو جہاں تک میری نظر جاتی تھی، حضورؐ کے دائیں بائیں، آگے پیچھے آدمی ہی آدمی نظر آتے تھے۔ کچھ سوار تھے اور کچھ پیدل۔ خدا کے رسولؐ ہمارے درمیان موجود تھے، اور آپؐ پر قرآن نازل ہوتا تھا، اور آپؐ قرآن کے مفہوم اور مطلب کو خوب سمجھتے تھے، لہٰذا حکم خداوندی کے تحت آپؐ جو کچھ بھی کرتے تھے، ہم لوگ بھی وہی کرتے۔ یہاں پہنچ کر آپؐ نے بلند آواز سے تلبیہ پڑھا۔

لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ اَلْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ۔

"تیرے حضور حاضر ہوں اے اللہ! تیرے حضور حاضر ہوں، تیری پکار پر تیرے در پر حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں مَیں حاضر ہوں بے شک حمد و شکر کا مستحق تو ہی ہے۔ احسان و انعام کرنا تیرا ہی حق ہے۔ اقتدار تیرا ہی ہے۔ تیرا کوئی شریک نہیں"۔

پھر رسول اللہ کے ساتھیوں نے بھی اسے جوں کا توں دہرایا۔ ہر اونچائی پر چڑھتے، ہر موڑ سے مڑتے اور ہر وادی میں اترتے وقت بلند آواز سے تین تین بار تکبیر کہتے اور باقی سلسلے راستے میں متواتر و مسلسل اسی تلبیہ کو دہراتے چلے جاتے۔

حضرت جابرؓ نے فرمایا اس سفر میں ہماری نیت دراصل حج ادا کرنے کی تھی، عمرہ ہمارے پیش نظر نہ تھا، یہاں تک کہ ہم سب لوگ رسول اللہ کی معیت میں بیت اللہ پہنچے، حضورؐ باب بنی شیبہ سے مسجد حرام میں داخل ہوئے، جب کعبہ کو دیکھا تو فرمایا:

اَللّٰهُمَّ زِدْ هٰذَا الْبَيْتَ تَشْرِيْفًا وَّتَعْظِيْمًا وَّتَكْرِيْمًا

یعنی اے اللہ اس گھر کی بزرگی اور عزّت اور زیادہ کر۔

پھر حضورؐ نے سب سے پہلے حجرِ اسود کا استلام کیا، پھر طواف شروع کیا۔ اور پہلے تین چکروں میں آپؐ نے رمل (چھوٹے چھوٹے قدم اٹھا کر جلدی جلدی چلنا) فرمایا۔ پھر چار چکروں میں معمولی رفتار سے چلے۔ پھر آپؐ مقامِ ابراہیمؑ پر آئے اور یہ آیت تلاوت فرمائی:

وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِیْمَ مُصَلًّی

"اور مقامِ ابراہیم کو اپنے لئے عبادت گاہ قرار دے لو۔"

پھر اس طرح کھڑے ہوئے کہ مقامِ ابراہیمؑ آپؐ کے اور بیت اللہ کے درمیان میں تھا یہاں آپؐ نے دو رکعت نماز ادا فرمائی۔ ان دو رکعتوں میں آپؐ نے "قُلْ یَاَیُّهَا الْکَافِرُوْنَ" اور "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" کی قرأت فرمائی۔ پھر آپؐ حجرِ اسود کے پاس لوٹ کر آئے۔ حجرِ اسود کو چوم کر ایک دروازے سے صفا کی طرف چلے جب صفا کے بالکل قریب پہنچے تو آپؐ نے آیت پڑھی:

"اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ"

(بلاشبہ صفا و مروہ اللہ کے شعائر میں سے ہیں)

اور فرمایا۔ اَبْدَأُ بِمَا بَدَءَ اللّٰهُ بِهٖ۔ مَیں صفا سے اپنی سعی شروع کرتا ہوں جس طرح اللہ نے اس آیت میں اس کے ذکر سے شروع کیا ہے۔ پس آپ پہلے صفا پر آئے اور صفا پر اتنے اونچے تک چڑھے کہ بیت اللہ آپؐ کو صاف نظر آنے لگا اور آپؐ قبلے کی طرف رُخ کر کے کھڑے ہو گئے۔ پھر آپؐ توحید اور تکبیر میں مصروف ہو گئے اور آپؐ نے پڑھا:

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ اَنْجَزَ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ۔

"اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کی بادشاہی ہے اور اسی کے لئے تعریف ہے۔ وہی زندہ کرتا اور وہی مارتا ہے اور وہ ہر چیز پہ قادر ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ اکیلا ہے۔ اس نے اپنا وعدہ پورا فرمایا اور اس نے اپنے بندے محمد رسول اللہ کو کامیاب کیا اور اس نے ہی کفّار کے لشکروں کو شکست دی۔"

تین بار آپؐ نے یہ کلمات دہرائے اور ان کے درمیان دُعا مانگی، پھر آپؐ صفا سے نیچے آئے اور مَروہ کی طرف چلے اور مَروہ پر بھی وہی کچھ کیا، جو صفا پر کیا تھا، یہاں تک کہ آپؐ سات چکر پورے کرکے مَروہ پر پہنچے تو آپؐ نے اپنے رفقاء سفر سے خطاب فرمایا، آپؐ اوپر مَروہ پر تھے اور ساتھی نیچے نشیب میں تھے۔

"اگر مجھے پہلے سے اس بات کا علم ہو جاتا جو بعد میں معلوم ہوئی ہے تو میں ہدی (قربانی) کا جانور ساتھ نہ لاتا اور اس طواف و سعی کو عمرے کی سعی و طواف قرار دے کر احرام کھول دیتا۔ البتہ تم میں سے جو لوگ ہدی کا جانور ساتھ نہ لائے ہوں وہ احرام کھول ڈالیں اور حج کے بجائے اس طواف و سعی کو عمرہ قرار دے لیں۔"

یہ سُن کر سراقہ ابنِ مالک کھڑے ہوئے اور پوچھا "یا رسولؐ اللہ! یہ حکم اسی سال کے لئے ہے یا اب ہمیشہ کے لئے ہے، نبی صادقؐ نے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں اچھی طرح ڈالیں اور فرمایا، عمرہ، حج میں اسی طرح داخل ہو گیا، صرف اسی سال کے لئے نہیں بلکہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے[1]۔"

حضرت جابرؓ نے اپنا بیان جاری رکھتے ہوئے فرمایا: علیؓ یمن سے رسولؐ اللہ کے لئے مزید قربانی کے جانور لے کر مکہ معظمہ پہنچے تو انہوں نے حضرت فاطمہ کو احرام کھولے ہوئے رنگین کپڑے پہنے اور سرمہ لگائے ہوئے دیکھا۔ حضرت علیؓ کو یہ بات کچھ اچھی نہ لگی اور ناگواری کا اظہار کیا تو حضرت فاطمہؓ نے فرمایا "مجھے ابا جان نے اس کا حکم دیا تھا۔ (یعنی میں نے رسولؐ اللہ کے حکم سے احرام ختم کیا ہے) اس پر حضورؐ حضرت علیؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا "فاطمہؓ نے سچ کہا اور بالکل سچ کہا۔ تم یہ بتاؤ کہ تم نے احرام باندھتے وقت کیا نیت کی تھی۔ علیؓ نے جواب دیا "میں نے کہا تھا اے اللہ میں بھی اسی چیز کا احرام باندھتا ہوں جس کا احرام تیرے رسولؐ نے باندھا ہے"۔ رسول اللہ نے ان سے کہا میرے ساتھ ہدی ہے اس لئے میرے لئے احرام کھولنے کی گنجائش نہیں ہے اور چونکہ تم نے بھی وہی نیت کی ہے جو میری ہے لہٰذا تمہارے لئے بھی

---

[1] یعنی ایامِ حج میں عمرہ کرنا اور حج کے ساتھ ایک ہی سفر میں عمرہ کرنا بالکل درست ہے۔

احرام کھولنا مناسب نہیں ہے؟

پس رسول اللہ کی ہدایت کے مطابق رسول اللہ اور ان لوگوں کے علاوہ جو ہدی ساتھ لائے تھے، باقی سب لوگوں نے احرام کھول دیئے اور بال کتروا لئے۔

پھر جب یوم الترویہ آیا (یعنی ذوالحجہ کی آٹھ تاریخ ہوگئی) تو سارے لوگ حج کا احرام باندھ کر منیٰ کی طرف روانہ ہوئے۔ حضورؐ اونٹ پر سوار تھے، آپؐ نے منیٰ میں ظہر، عصر، مغرب عشاء، اور فجر کی پانچوں نمازیں ادا فرمائیں۔ فجر کی نماز کے بعد آپؐ منیٰ میں کچھ دیر اور ٹھہرے رہے یہاں تک کہ جب سورج نکل آیا، تو آپؐ عرفات کی طرف روانہ ہوئے۔ قریش کو یقین تھا کہ حضورؐ مشعرِ حرام کے پاس جاکر ٹھہریں گے جیسا کہ زمانۂ جاہلیت میں قریش وہاں کچھ دیر ٹھہرا کرتے تھے، مگر حضورؐ مشعرِ حرام (مزدلفہ) سے آگے بڑھ گئے اور عرفات میں پہنچ گئے۔ جہاں حدودِ حرم پر نمرہ کے مقام پر آپؐ کے حکم سے پہلے ہی ایک خیمہ نصب کر دیا گیا تھا، آپؐ نے اسی خیمے میں قیام فرمایا۔

زوالِ آفتاب کے بعد آپؐ اونٹنی پر سوار ہوئے اور وادی عرنہ کے نشیب میں پہنچے، اور لوگوں کو خطاب فرمایا؛

لوگو! ناحق کسی کا خون بہانا اور ناروا طریقے پر کسی کا مال لینا تمہارے لئے حرام ہے۔ بالکل اسی طرح حرام ہے جس طرح آج کے دن، اس مہینے میں اور اس شہر میں تم کسی کا خون کرنا یا مال چھیننا حرام سمجھتے ہو۔

خوب سمجھ لو کہ دورِ جاہلیت کی ساری چیزیں میرے قدموں کے نیچے پامال ہو چکی ہیں۔ زمانۂ جاہلیت کے تمام خون معاف کر دیئے گئے ہیں۔ سب سے پہلے میں اپنے خاندان کا خون یعنی ربیعہ بن الحارث بن عبدالمطلب کے بیٹے کا خون معاف کرنے کا اعلان کرتا ہوں جس کو قبیلہ ہذیل کے لوگوں نے ایّامِ رضاعت میں مار ڈالا تھا۔ اور (سنو) دورِ جاہلیت کے سارے سودی مطالبے اب سوخت ہوگئے۔ اس سلسلے میں بھی سب سے پہلے میں اپنے چچا عباس بن عبدالمطلب کے سودی مطالبے ختم کرنے کا اعلان کرتا ہوں آج سے ان کے سارے سودی مطالبے ختم ہیں۔

اے لوگو! خواتین کے معاملے میں خدا سے ڈرتے رہو، تم نے ان کو اللہ کی امانت کے طور پر اپنے قیدِ نکاح میں لیا ہے۔ اور ان سے لذت اندوزی اللہ کے کلمہ اور قانون ہی کے ذریعے تمہارے لئے حلال ہوئی ہے۔ تمہارا ان پر خاص حق یہ ہے کہ جس شخص کا تمہیں اپنے گھر میں آنا ناپسند ہو ان کو وہ تمہارے بستر پر بیٹھنے کا موقع نہ دیں اور اگر وہ یہ خطا کر بیٹھیں تو تم ان کی خواب گاہوں میں انہیں نظر بند کر دو اور انہیں اتنی سزا دو جو کڑی نہ ہو (یعنی کوئی ہڈی پسلی نہ توڑ دو) اور اگر وہ اس سزا پر اپنے آپ کو روک لیں یعنی اپنی اصلاح کر لیں تو ان کا حق تم پر یہ ہے کہ تم اپنی حیثیت اور وسعت کے مطابق کشادہ دلی سے ان کے لباس اور کھانے پینے کا اہتمام کرو۔ عورتوں کے بارے میں تمہیں اچھے سلوک کی ہدایت کی گئی ہے۔ وہ تمہارے بھروسہ پہ تمہارے پاس رکھی گئی ہیں۔ ان کا اپنا کچھ نہیں ہے۔ تم نے انہیں اللہ کو ضمانت میں رکھ کر حاصل کیا ہے۔

عقل سے کام لو! اے لوگو اور میری بات سنو، میں نے تم کو ہر بات پہنچا دی ہے اور میں تمہارے درمیان وہ سرچشمۂ ہدایت چھوڑے جا رہا ہوں کہ اگر تم اسے مضبوط پکڑے رہے اور اس کی رہنمائی میں چلتے رہے تو کبھی گمراہ نہیں ہو گے ——— یہ سرچشمۂ ہدایت ہے اللہ کی کتاب۔

اے لوگو! میری بات سنو اور جان لو۔ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، اور سارے مسلمان بھائی بھائی ہیں کسی ایک کا مال دوسرے پر جائز نہیں ہے۔ البتہ اگر کوئی اپنی خوشی سے کچھ دے دے۔ آپس میں ایک دوسرے پر زیادتی نہ کرو۔

اور قیامت کے روز اللہ تعالیٰ تم سے میرے بارے میں دریافت فرمائے گا (کہ میں نے خدا کا پیغام تم لوگوں تک پہنچا دیا یا نہیں؟) بتاؤ ——— تم وہاں میرے بارے میں خدا کو کیا جواب دو گے؟ ——

حاضرین نے یک زبان ہو کر کہا "ہم گواہی دیتے ہیں، کہ آپؐ نے تبلیغ کا حق ادا کر دیا۔ آپؐ نے سب کچھ پہنچا دیا۔ اور آپؐ نے نصح و خیر خواہی میں کوئی دقیقہ نہیں چھوڑا۔ اس پہ آپؐ نے اپنی شہادت کی انگلی آسمان کی طرف اٹھائی، پھر لوگوں کی طرف اس سے اشارہ کرتے ہوئے تین بار کہا؛

"اے اللہ تو بھی گواہ رہ میں نے تیرا پیغام اور تیرے احکام تیرے بندوں تک پہنچا دیئے اور تیرے یہ بندے گواہ ہیں کہ میں نے تبلیغ کا حق ادا کر دیا۔"

اور پھر بلالؓ نے اذان دی، اور اقامت کہی اور آپؐ نے ظہر کی نماز پڑھائی ظہر اور عصر کی نمازیں ایک ساتھ پڑھنے کے بعد آپؐ ٹھیک اس مقام پر آئے۔ جہاں وقوف کیا جاتا ہے۔ پھر آپؐ نے اپنی اونٹنی قصوار کا رُخ ادھر موڑ دیا جدھر بڑی بڑی چٹانیں ہیں۔ اور سارا مجمع آپؐ کے سامنے ہوگیا، جس کے سب ہی لوگ پیدل تھے۔ آپؐ قبلہ رو ہوگئے اور آپؐ نے وہیں وقوف فرمایا یہاں تک کہ آفتاب کے غروب کا وقت آگیا اور شام کی زردی بھی ختم ہوگئی۔ اور سورج بالکل غروب ہوگیا تو اس وقت آپؐ (عرفات سے مزدلفے کی طرف) روانہ ہوئے اور اسامہ بن زیدؓ کو آپؐ نے اپنی اونٹنی پر اپنے پیچھے بٹھالیا ــــ آپؐ نے اُونٹ کی مہار اتنی کھینچ رکھی تھی کہ اس کا سر پالان کے سرے سے لا جاتا تھا (تاکہ کثیر مجمع میں لوگوں کو تکلیف نہ ہو) آپؐ اپنے دائیں ہاتھ کے اشارے سے لوگوں کو فرماتے جاتے تھے کہ آہستہ چلو! اطمینان سے چلو جب کسی بلندی پر سے گزر ہوتا تھا تو اونٹنی کی مہار کو ڈھیلا کر دیتے تھے تاکہ وہ آسانی سے چڑھ سکے۔ یہاں تک کہ آپؐ مزدلفہ میں پہنچ گئے اور (عشاء کے وقت) ایک اذان اور دو اقامتوں سے مغرب اور عشاء کی نماز ادا فرمائی۔ حضورؐ نے ان دونوں نمازوں کے درمیان کوئی سنت یا نفل نماز نہیں پڑھی۔ اس کے بعد آپؐ آرام فرمانے کے لئے لیٹ گئے اور آرام فرماتے رہے۔ یہاں تک کہ صبح صادق ہوگئی اور فجر کا وقت ہوگیا۔ صبح صادق ہوتے ہی آپؐ نے اذان اور اقامت کہلوا کر فجر کی نماز اوّل وقت ادا فرمائی۔ نمازِ فجر سے فارغ ہوکر آپؐ مشعر الحرام کے پاس تشریف لائے اور قبلہ رُخ کھڑے ہوکر دُعا، تکبیر، تہلیل اور توحید و تسبیح میں مصروف ہوگئے اور دیر تک مصروف رہے۔ جب خوب اُجالا ہوگیا تو طلوعِ آفتاب سے ذرا پہلے آپؐ وہاں سے منیٰ کے لئے روانہ ہوئے اور اس وقت آپؐ نے اپنی ناقہ کے پیچھے فضلؓ بن عباس کو سوار کرلیا اور روانہ ہوئے۔ جب آپؐ نے "وادی محسّر" کے درمیان اُونٹنی کو ذرا تیز چلایا، وہاں سے آپؐ اس درمیانی راستہ سے چلے جو بڑے جمرے کے پاس جاکر نکلتا ہے۔ پھر آپؐ نے اس جمرہ کے قریب پہنچ کر جو درخت کے پاس تھا اس پر سات کنکریاں ماریں اور ہر کنکری مارتے وقت آپؐ "اللہ اکبر" کہتے جاتے تھے۔ ہر کنکری کلمہ کی اُنگلی کے اشارے سے ماری۔ جس طرح (عام طور پر) ٹھیکری پھینکی جاتی ہے! اس کے بعد حضورؐ لوٹ کر قربان گاہ (منحر) پر آگئے اور ترسیٹھ اونٹ اپنے دستِ مبارک سے ذبح کئے، باقی ۳۷ اُونٹ حضرت علیؓ کے حوالے کئے۔

جو کی قربانی حضرت علیؓ نے کی ۔۔۔ آپؐ نے حضرت علیؓ کو اپنے ہدایا کے اونٹوں میں شریک کر لیا تھا۔ پھر آپؐ کے حکم پر ہر اونٹ میں سے گوشت کا ایک ایک ٹکڑا لے کر الگ دیگچے میں پکایا گیا۔ نبی صادق اور حضرت علیؓ نے اس گوشت میں سے تناول فرمایا اور شوربا بھی پیا۔

پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر بیت اللہ کی طرف چل دیئے۔ ظہر کی نماز آپؐ نے مکّے میں پہنچ کر ادا کی۔ نماز ظہر سے فارغ ہو کر آپؐ بنی عبدالمطلب کے پاس آئے جو زمزم سے پانی کھینچ کھینچ کر لوگوں کو پلا رہے تھے۔ آپؐ نے ان سے فرمایا۔ ڈول نکال کر پلاؤ۔ اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ (مجھے دیکھ کر) دوسرے لوگ تم سے زبردستی یہ خدمت چھین لیں گے تو میں خود اپنے ہاتھ سے تمہارے ساتھ زمزم سے ڈول کھینچتا۔ ان لوگوں نے آپؐ کو ڈول بھر دیا تو آپؐ نے اس میں سے نوش فرمایا۔[۱]

حضرت جابرؓ نے فرمایا میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کو دیکھا کہ قربانی کے دن آپؐ نے اپنی سواری پر سے کنکریاں مارتے وقت فرمایا، لوگو! مجھ سے دین کے تمام مسائل اور احکامِ حج خوب لے لو۔ مجھے معلوم نہیں شاید میں اپنے اس حج کے بعد کا حج نہ کر سکوں"۔[۲]

رسول اللہؐ عرفات میں ایک مقام پر کھڑے ہوئے۔ مزدلفہ میں ایک جگہ قیام فرمایا۔ منیٰ میں ایک مقام پر اُونٹ ذبح کئے۔ آپؐ کو خیال آیا کہ کہیں میرے بعد لوگ میرے موقف ہی کو موقف قرار نہ دے لیں اور دوسری جگہ کھڑے نہ ہوں اور پھر سارے حجاج کو ایک ہی جگہ کھڑا ہونا مشکل ہو جائے، اس لئے فرمایا: میں نے اس جگہ قربانی کی ہے لیکن یاد رہے کہ منیٰ سارے کا سارا ہی قربان گاہ ہے۔ پس جو جہاں قیام پذیر ہے وہ وہیں قربانی کرے۔ اپنے خیموں میں ہی ذبح کرے۔ اگرچہ میں عرفات میں یہاں کھڑا ہوں لیکن عرفات تمام کا تمام کھڑے ہونے کی جگہ ہے۔ بیشک میں مزدلفہ میں اس جگہ کھڑا ہوں لیکن سارا میدانِ مزدلفہ ہی کھڑے ہونے کی جگہ ہے۔[۳]

---

۱ مسلم، ابی داؤد، عن جعفر بن محمد بن ابیہ

۲ مسلم۔

رمی جمار کے دوران ارشاد فرمایا:

"لوگو! شیطان کو کنکریاں مارو، تو چھوٹی چھوٹی مارو، جیسے ٹھیکریاں ہوتی ہیں، دین کے امور میں مبالغہ نہ کرو کہ تم میں سے اگلی اُمتوں کو اسی غلو نے ہلاک کر دیا۔"[1]

آپؐ نے عرفات میں ارشاد فرمایا:

"لوگو! (سن لو) یقیناً ہر گھر پہ ہر سال بقر عید کی قربانی ہے (ابن ماجہ) آپؐ جب جمرہ عقبیٰ کو کنکریاں مار کر واپس ہوئے، تو اونٹ پر تھے۔ حضرت بلالؓ اور حضرت اسامہؓ ساتھ تھے۔ فرمایا: اگر (حکومت کی طرف سے) تم پہ کوئی سیاہ فام چپٹی ناک والا غلام بھی امیر (حاکم) بنا دیا جائے اور وہ تمہاری کتاب اللہ کے ساتھ قیادت کرے، تو تم اس کی سنتے اور مانتے رہو۔" (صحیح مسلم)

آپؐ نے کالے گورے کی تمیز اُڑا دی اور سب کو ایک ہی لڑی میں پرو دیا۔ ارشاد فرمایا:

"کسی عرب کو غیر عرب پر، اور کسی غیر عرب کو عرب پہ کوئی برتری اور فضیلت حاصل نہیں کہ تم سب (ایک باپ) حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہو، اس لحاظ سے تم سب آپس میں برابر ہو۔ (سنو!) حضرت آدمؑ مٹی سے پیدا ہوئے تھے (اس لئے ذات پات، رنگ، نسل اور وطن وغیرہ کا فخر و غرور کوئی شے نہیں) پھر دین نے تمہیں بھائی بھائی بنا دیا ہے۔ ہر مسلمان (خواہ کسی قوم اور وطن کا ہو) مسلمان ہو کر تمہارا بھائی بن جاتا ہے۔ تمہارے غلام، تمہارے غلام ہیں، جو خود کھاتے ہو، انہیں کھلاؤ۔ جو خود پہنتے ہو، انہیں پہناؤ۔ اگر ان سے کوئی لغزش ہو جائے اور تم اس لغزش سے درگزر نہ کر سکو تو اللہ کے بندوں کو دوسروں کے حوالے کر دو مگر انہیں عذاب نہ دو۔"[2]

اُے لوگو (سنو!) اللہ تعالیٰ نے ہر حقدار کا حق متعین کر دیا ہے اس لئے وارث کے لئے وصیت جائز نہیں ہے[3]

---

[1] ابنِ ماجہ، نسائی

[2] ابنِ سعد جزء اوّل مقسم دوم

[3] ابنِ ماجہ، ابنِ اسحٰق، جزء ۲، ۳۵۲۔

حضرت عمرو بن خارجہ نے بتایا کہ رسولؐ اللہ اُونٹنی پر سوار تھے، وہ جگالی کر رہی تھی، اُس کا لعاب میرے مونڈھوں کے درمیان ٹپک رہا تھا، اس وقت حضورؐ نے ارشاد فرمایا:

"سنو! اولاد صاحبِ بستر کی ہے اور عاہر محروم ہے، اور زانی کے لئے رجم ہے۔ جس نے اپنے آباؤ اجداد کے سوا کسی اور سے اپنا نسب جوڑا یا اصل موالی کو چھوڑ کر کسی اور کی طرف نسبت کی، اس پر اللہ کی لعنت ہے، فرشتوں کی لعنت ہے، سب لوگوں کی لعنت ہے، نہ اس کی توبہ قبول ہے نہ فدیہ اور نہ فرض نہ نفل یا فرمایا نہ نفل نہ فرض۔"[۱]

وادیٔ خیف میں ارشاد ہوا:

"اللہ تعالیٰ اسے تروتازہ رکھے جو میری حدیثیں سُنے، پھر انہیں دوسروں تک پہنچائے، کیونکہ بعض عالم ناسمجھ بھی ہوتے ہیں اور بالعموم یہ بھی ہوتا ہے کہ جنہیں یہ حدیثیں پہنچائیں وہ ان سے زیادہ سمجھدار ہوں۔ مسلمانو! یاد رکھو، یہ تین باتیں ہیں مسلمان کا دل (ان میں) کبھی بھی خیانت نہیں کرتا۔ ایک تو عمل کا صرف اللہ تعالیٰ کے لئے خالص کرنا۔ دوسرے مسلمان حکمران کی خیر خواہی کرنا۔ تیسرے مسلمانوں کی جمعیت و جماعت کو لازم پکڑنا کہ ان کی دعائیں سب پر محیط ہیں۔" (ابنِ ماجہ)

حضرت عبداللہ بن مسعود نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میدانِ عرفات میں اُونٹنی پر سوار تھے کہ ارشاد فرمایا:

"لوگو! قیامت کے روز میں تمہارا امیرِ سامان ہوں گا، اور تمام امتوں کے درمیان اپنی امت کی کثرت پر فخر کروں گا (شرک، بدعت اور دیگر بداعمالیوں کے سبب) مجھے (اللہ کے سامنے) رسوا نہ کر دینا، خبردار! میں (خدا کی مرضی سے) شفاعت کر کے بہت سے لوگوں کو دوزخ سے چھڑا لینے والا ہوں اور ایسے لوگ بھی ہیں جو مجھ سے الگ کر دیئے جائیں گے (کیونکہ خدا ان کی شفاعت کی مجھے اجازت ہی نہیں دے گا) میں کہوں گا بھی کہ خداوندا، یہ تو میرے اُمتی ہیں، لیکن خدا فرمائے گا۔ (میرے رسولؐ) تجھے معلوم نہیں کہ انہوں نے تیرے بعد (دین میں) کیا کیا بدعتیں نکال لی تھیں۔" (ابنِ ماجہ)

---

[۱] ابنِ ماجہ، ابنِ اسحٰق و ابنِ ہشام جزء ۲، ۳۵۲۔

حضرت حارثؓ بن برصار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حجۃ الوداع میں جمرتین کے درمیان فرماتے ہوئے سُنا،

"جو مسلمان اپنے مسلمان بھائی کا حق جھوٹی قسم کھا کر مارے وہ دوزخ میں جائے گا۔ (خبردار) جو تم میں سے یہاں موجود ہیں، وہ ان لوگوں کو میری یہ باتیں پہنچا دیں جو یہاں موجود نہیں"[۱] "میری باتیں اچھی طرح سمجھ لو، میں تمہیں (آخری) تبلیغ کر رہا ہوں، الوداعی پیغام دے رہا ہوں (سنو!) میں تمہیں ایسی چیزیں دے چلا ہوں کہ اگر تم نے اسے مضبوط تھامے رکھا تو ہرگز ہرگز گمراہ نہ ہوگے، کبھی نہ بھٹکو گے، اصلاً نہ بہکو گے، ہاں وہ چیز (سورج) کی مانند روشن ہے، اور وہ اللہ کی کتاب اور اس کے رسولؐ کی سنت[۲] ہے۔

حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ میدانِ عرفات میں سورج غروب ہونے کے قریب ہوگیا، رسول اللہؐ نے حضرت بلالؓ کو فرمایا، لوگوں سے کہہ دو کہ خاموش ہو جائیں، تاکہ میں انہیں کچھ سناؤں حضرت بلالؓ نے لوگوں کو کہا کہ حضورؐ کچھ فرمانا چاہتے ہیں، خاموشی سے سنو، اس پہ تمام ہمہ تن گوش ہوگئے۔ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا:

لوگو! میرے پاس حضرت جبریل علیہ السلام ابھی آئے، میرے پروردگار کا سلام لائے اور کہا خداوند تعالیٰ نے اہلِ عرفات کو اور مشعرالحرام والوں کو بخش دیا۔ اور ان کے باہمی قصوروں کا بھی ضامن ہوگیا ہے۔ یہ سُن کر حضرت عمرؓ نے کھڑے ہو کر عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ! کیا یہ فضیلت خاص ہمارے ہی لئے ہے؟ حضورؐ نے فرمایا تمہارے لئے بھی ہے اور تمہارے بعد قیامت تک آنے والے لوگوں (حجاج) کے لئے بھی۔ اس پہ حضرت عمرؓ (فرطِ مسرت سے) پکار اُٹھے۔ خدا کا فضل اور اس کی بخشش بے حساب ہے (دریائے رحمت طغیانی پہ ہے) (ترغیب ترہیب)

اے لوگو! سنو! آج کا دن حرمت والا ہے اور یہ شہر (مکۃ مکرمہ) بھی حرمت والا ہے پس تمہارے خون، تمہارے مال، تمہارے مفاد اور تمہاری آبروئیں تم پہ، قیامت کے دن تک جبکہ تم

---

[۱] رواہ احمد

[۲] رواہ ابنِ ہشام۔ ابن خلدون جز ۲ - ۲۶۱ ء

اپنے رب سے ملو۔ تم پر بالکل اسی طرح حرام ہیں جس طرح تمہارا یہ دن یہ مہینہ اور یہ شہر تم پر حرام ہے۔ حتیٰ کہ مسلمان کو بُرے ارادے سے دھکا دینا بھی حرام ہے۔ لوسُنو! اَب مَیں تم کو بتاتا ہوں کہ مسلمان کون ہے؟ وہ ہے کہ جس کی زبان اور ہاتھ (کی بُرائی) سے مسلمان سلامت رہیں، اور مومن وہ ہے جس سے مسلمانوں کے مال اور ان کی جانیں امن میں ہوں (اور یاد رکھو) مہاجر وہ ہے جو خطاؤں اور گناہوں کو چھوڑ دے۔ اور مجاہد وہ ہے جو اپنے نفس سے جہاد کر کے اس کو خدا کی فرماں برداری میں لگا دے۔"

سُنو! تم اپنے رب کے حضور جب حاضر ہو گے تو وہ تم سے تمہارے اعمال کی بازپرس کرے گا جس کے پاس کسی کی کوئی امانت ہے، وہ اسے لوٹا دے۔"

اَے لوگو! تمہارے اس ملک میں شیطان آج کے بعد اپنی پرستش سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مایوس ہو چکا ہے۔ البتہ دوسری باتوں میں اس کی پیروی یہاں ضرور ہو گی اور وہ اس پیروی کو کافی سمجھ بیٹھا ہے۔ خدارا اپنے اعمال کا محاسبہ کرو اور اسے خوش ہونے کا موقع نہ دو خصوصیت سے دین کے معاملات میں اس سے دُور دُور رہو۔"

اَے لوگو! نسیئ کفر میں اضافہ کا موجب بھی بنتا ہے' اس کے سبب وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا، گمراہ ہوئے تھے، وہ ایک مال کو حلال قرار دیتے اور دوسرے کو حرام۔ تاکہ اللہ کی قائم کردہ حرمت کی مدت کو مشتبہ بنادیں پھر اللہ کی حرام کردہ چیز کو حلال کرلیں۔ اور اللہ کی حلال کردہ شے کو حرام کردیں۔ وقت گھومتا رہتا ہے، لوٹ لوٹ کر آتا ہے۔ جیسے کہ وہ دن لوٹتا ہے جب اللہ نے آسمان و زمین پیدا کئے۔ یاد رکھو، اللہ کے نزدیک ایک سال میں بارہ مہینے ہیں جس میں چار حرمت والے ہیں۔ ان میں تین پے در پے ہیں۔ ایک رجب ہے جو شعبان اور جمادی کے مابین ہے

یاد رکھو! میرے بعد کوئی نبی نہیں اور تمہارے بعد کوئی اُمت نہیں۔ پھر آپؐ نے اپنے دونوں ہاتھ بلند کئے۔ حتیٰ کہ آپؐ کی بغلوں کی سفیدی دکھائی دی اور فرمایا:

خُداوندا گواہ رہ مَیں نے تیرا دین پہنچا دیا[1]۔

---

[1] مجمع الزوائد، ابن اسحاق و ابن ہشام جز ۲ - ۳۵۱، ابن خلدون جز ۲ - ۲۶۱، ۲۶۲
البخاری جز ۲ - ۸۴ - ۸۵، الطبری جز ۳ - ۱۹۹۔